سرکاری رپورٹ

بارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 24 جنوری 1996ء بمطابق 3 رمضان المبارک 1416 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک وترجمہ	۲
۲۔	وقفہ سوالات (سوالات موخر کئے گئے)	۳
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۴
۴۔	تحریک التواء نمبر ۷ منجانب سردار سترام سنگھ	۵
۵۔	مشترکہ قرارداد نمبر ۹ منجانب مولانا عبدالباری	۸
۶۔	قرارداد نمبر ۱۰ منجانب مسٹر کچکول علی بلوچ (قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)	۳۰
۷۔	آڈٹ رپورٹیں ۹۳-۱۹۹۲ء اور ۹۴-۱۹۹۳ء کا پیش کیا جانا	۳۹

(الف)

1- جناب اسپیکر ______ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ____ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی ______ اختر حسین خاں

2 جوائنٹ سیکریٹری (قانون) ___ عبدالفتاح کھوسہ

(ب)

صوبائی کابینہ کے ارکان

۱۔ نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔ جام محمد یوسف	پی بی ۳۴ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔ شیخ جعفر خان مندوخیل	پی بی ۱۴ ژوب	وزیر خزانہ
۴۔ میر عبدالنبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آباد I	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔ ملک گل زمان کانسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔ میر عبدالمجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔ ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ ژوب قلعہ سیف اللہ	حج و اوقاف زکوٰۃ
۸۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔ مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال / ایکسائز
۱۰۔ مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔ مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔ ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی ۱ کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔ مسٹر عبیداللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔ مسٹر عبدالقہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔ سردار ثناء اللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔ میر اسرار اللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔ حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔ نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔ نوابزادہ چنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔ میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔ سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی / زیارت	وزیر بیاڈ واسا
۲۳۔ سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ لورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔ مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بار کھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔ مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔ عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔ ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی

اراکین اسمبلی

۲۹۔ حاجی سخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔ مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔ مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔ نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد / نصیر آباد
۳۴۔ مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۳ نصیر آباد
۳۵۔ سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔ نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔ مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات / مستونگ
۳۸۔ مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔ سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔ سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔ سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔ مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔ مسٹر سترام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 24 جنوری 1996ء بمطابق 3 رمضان المبارک 1416 ہجری

(بروز بدھ)

زیر صدارت جناب ارجن داس بگٹی۔ڈپٹی اسپیکر

بوقت ساڑھے گیارہ بجے صبح صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝
لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ
الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

ترجمہ ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل یعنی فردا نے قیامت کے لئے کیا سامان بھیجا ہے اور ہم پھر کہتے ہیں کہ خدا سے ڈرتے رہو بے شک خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے انہیں ایسا کر دیا کہ خود اپنے تئیں بھول گئے۔ یہ بدکردار لوگ ہیں۔ اہل دوزخ اور اہل بہشت برابر نہیں۔ اہل بہشت تو کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ اگر ہم قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ خدا کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے اور یہ باتیں ہم لو...

میر عبدالنبی جمالی (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) : جناب عالی ہمارے چیف منسٹر اور پرائم منسٹر کو جہاز کے حادثے سے امان ملی شکریہ کی دعا مانگی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی

(دعائے شکرانہ مانگی گئی)

وقفہ سوالات

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا عبدالباری صاحب سوال نمبر 317 دریافت فرمائیں۔

مولانا عبدالباری : سوال نمبر317-

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی وزیر تعلیم صاحب۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ) : جناب اسپیکر! وزیر تعلیم صاحب تو اس وقت موجود نہیں ہیں دوسرا اس ہڑتال کی وجہ سے اسمبلی کو بھی جواب موصول نہیں ہوئے میں گزارش کروں گا کہ کسی اور دن کے لئے اس کو موخر کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : ان سوالات کو اگلے اجلاس تک کے لئے موخر کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : رخصت کی درخواست اگر کوئی ہے تو سیکریٹری اسمبلی پیش کریں۔

(رخصت کی درخواستیں)

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) : سردار محمد اختر مینگل قائد حزب اختلاف نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر 24-25 جنوری کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نواب عبدالرحیم شاہوانی نے طبعیت خراب ہونے کی وجہ سے 24-25 جنوری 96ء کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نوابزادہ میر لشکری خان رئیسانی نے بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر رواں پورے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر اسرار اللہ زہری صاحب کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں انہوں نے 21 سے 24 جنوری 96ء تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نوابزادہ گزین مری صاحب وزیر داخلہ کراچی تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : میر محمد صادق عمرانی ایم پی اے نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر : مشترکہ درخواست منجانب حاجی محی دوست محمد اور جناب سترام سنگھ مشترکہ درخواست نمبر7 پیش کریں۔

تحریک التواء نمبر7

جناب سترام سنگھ : ہم درج ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتے ہیں۔ کہ اسمبلی کی کارروائی روک اس فوری اہمیت کے حامل مسئلے پر بحث کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ روز ایف سی نے ڈیرہ بگٹی کے علاقے موضع صور کے کئی دیہات کا بلاجواز محاصرہ کرکے گھر گھر تلاشی کی اور علاقے کے ایک 80 سالہ ضعیف العمر قومی شاعر جنگو بگٹی کے گھر کی بھی تلاشی کی۔ تلاشی کے دوران ایف سی کے نوجوانوں نے ان کو بلا جواز زدوکوب کیا۔ کسی قسم کا اسلحہ برآمد نہ ہونے پر ان کے گھر سے صندوق توڑ کر مبلغ 30 ہزار روپے لوٹ کرلے گئے۔ علاقے کے لوگوں نے اس واقع کی مذمت کرتے ہوئے ایف سی کو دہشت گرد قرار دی اور اس اقدام سے قانون نافذ کرنے والے اداروں نے چادر اور چاردیواری کے تقدس کو بری طرح پامال کیا۔ اور لوگوں کو بلا جواز تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس واقع سے ڈیرہ بگٹی کے عوام میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔

لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے حامل عوامی مسئلے پر بحث کی

جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مسئلہ یہ ہے کہ گذشتہ روز ایف سی نے ڈیرہ بگٹی کے علاقے موضع صور کے کئی دیہات کا بلاجواز محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی لی اور علاقے کے ایک 80 سالہ ضعیف العمر قومی شاعر جنگو بگٹی کے گھر کی بھی تلاشی لی۔ تلاشی کے دوران ایف سی کے نوجوانوں نے ان کو بلاجواز زدوکوب کیا۔ کسی قسم کا اسلحہ برآمد نہ ہونے پر ان کے گھر سے صندوق توڑ کر مبلغ 30 ہزار روپے لوٹ کر لے گئے۔ علاقے کے لوگوں نے اس واقع کی مذمت کرتے ہوئے ایف سی کو دہشت گرد قرار دی اور اس اقدام سے قانون نافذ کرنے والے اداروں نے چادر اور چاردیواری کے تقدس کو بری طرح پامال کیا۔ اور لوگوں کو بلا جواز تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس واقعہ سے ڈیرہ بگٹی کے عوام میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔

(اخباری تراشہ منسلک ہے)

لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے حامل عوامی مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی سترام سنگھ صاحب اپنی تحریک التواء کے بارے میں اگر آپ بولنا چاہیں۔

جناب سترام سنگھ : جناب اسپیکر جیسا کہ اخباروں میں بھی ڈیرہ بگٹی کے حالات کے بارے میں کافی عرصہ سے خبریں آرہی ہیں وہاں کے پرامن حالات کو جان بوجھ کر خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ حالیہ دنوں میں موضع صور کا بلاجواز محاصرہ کیا گیا۔ گھر گھر تلاشی لی گئی جب ان سے کوئی غیر قانونی چیز برآمد نہیں ہوئی تو انہوں نے ان کو بلاجواز زدوکوب کیا اور اس علاقے کے اسی سالہ ضعیف العمر قومی شاعر جنگو بگٹی کے گھر سے صندوق توڑ کے مبلغ تیس ہزار روپے لوٹ لئے اور خورد و نوش کی اشیاء کو پھینک دیا۔ جس میں چائے چینی وغیرہ کی چیزیں تھیں۔ جناب اسپیکر

سوئی سب ڈویژن کے علاقے آج گیس کے علاقے سیفن وڈھ کے مقام پر پیروزانی قبیلے کے تین افراد کی دہشت گردوں کے ہاتھوں بے ہیمانہ قتل کا واقعہ بھی قابل مذمت ہے۔ اس سانحے میں ملک کے مایہ ناز استاد انگلی کے دو فرزندوں بجو اور کوپل اور غلام حسین سمیت تین افراد کو بے دردی سے قتل کیا گیا۔ جناب اسپیکر ان کے جسموں کو گولیوں سے چھلنی کرکے بد ترین سفاکی کا مظاہرہ کیا گیا حالانکہ ان میں سے ایک معصوم نوجوان اسکول کا طالب علم تھا جبکہ دوسرا بھائی لیویز ملازم تھا حالانکہ ان کی کسی سے قبائلی دشمنی یا رنجش نہیں تھی۔ مگر اس کے باوجود انہیں محض نواب بگٹی صاحب کی حمایت کے جرم میں موت کی نیند سلا دیا گیا۔ جناب اسپیکر جمہوری وطن پارٹی حکومت کی جانب سے دہشت گردوں کی کھلم کھلا سرپرستی کی وجہ سے عوام کو قتل کرنے پر شدید رد عمل ظاہر کرتے ہوئے عوام کی بے گناہ قتل عام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے عوام کو ظالم حکومت سے نجات دلانے کے لئے فوری اقدام کا مطالبہ کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : لہٰذا میں اس مقدس ایوان کے ذریعے اس تحریک کے حوالے سے تمام معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اس تحریک کا ساتھ دیں۔ مہربانی۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) : جناب اسپیکر یہ تحریک التواء ہمارے دوست سخی دوست محمد اور جناب سترام سنگھ کی جانب سے آئی ہے اخبار کے حوالے سے انہوں نے یہاں پر فرمایا ہے کہ جنگو بگٹی کے گھر کی تلاش لی گئی اس کے صندوق کو توڑ کر ایف سی والے تیس ہزار روپے لے گئے لیکن جہاں انہوں نے اخبار کے حوالے سے اس چیز کا ذکر کیا ہے اخبار میں یہ کہیں نہیں لکھا گیا کہ ان سے تیس ہزار روپے لوٹ لئے۔ مشرق اخبار کا حوالہ انہوں نے دیا ہے لیکن اصل حقائق کو اگر ہم دیکھیں تو ڈیرہ بگٹی میں یہ معاملہ کافی عرصے سے چلا آرہا ہے کیونکہ ادھر قبائل کی آپس میں دشمن داری ہے ایک دوسرے پر کیسز کرتے ہیں ناجائز کیس بھی درج کراتے

ہیں ایڈمنسٹریشن کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اصل حقائق کو دیکھے۔ اور جہاں غلط قسم کی ایف آئی آر درج ہوتی ہیں ان کو وہ نہ لیں۔ اب اس کیس میں جس کے لئے تحریک التواء آئی ہے ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ کل اسلام آباد سے واپسی پر مجھے سلیم اکبر بگٹی صاحب کا فون آیا تھا میں نے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر کو یہاں پر بلوا کر سارے حقائق معلوم کیے۔ ایسا کوئی واقعہ ادھر ہوا نہیں ہے جس میں کہا گیا ہو کہ صندوق توڑا گیا ہو یا کوئی پیسے لئے گئے ہیں اصل حقائق کو اگر دیکھا جائے تو ایک گاؤں کے اوپر راکٹ لانچروں سے حملہ ہوا ہے اس کے بعد ایڈمنسٹریشن نے عمل کیا اور اخبار میں یہ بھی لکھا ہوا کہ تلاشی کے دوران 26 ہینڈ گرنیٹ برآمد ہوئے اب اگر چینی پر اور کسی کی صندوق چھیننے پر خواہ مخواہ تحریکیں لائی جائیں تو میں سمجھتا ہوں یہ صحیح بات نہیں ہے البتہ ادھر وہ چاہتے ہیں اور تحریک پر زور دینا چاہتے ہیں تو میں اس پر انکوائری کرا دیتا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا واقعہ کوئی ہوا نہیں ہے۔ پیش نہیں آیا ہے۔

جناب سترام سنگھ : جناب اسپیکر وہاں پر یہ واقعہ ہوئے ہیں اور وہاں کی رپورٹیں بھی آئی ہیں لیکن میں قائد ایوان کی یقین دہانی پر اپنی تحریک پر مزید زور نہیں دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : تحریک التواء پر زور نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مشترکہ قرار داد نمبر 9 مولانا عبدالباری صاحب پیش کریں۔

قراردادیں

مولانا عبدالباری : یہ کہ پاکستان پیٹرولیم لمیٹڈ (PPL) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے اعتماد میں لئے بغیر باشو گروپ کے نام پرائیوٹائز کیا جا رہا ہے، جو صوبے کے

قرار داد کے حوالے سے کچھ دن پہلے اخبارات میں بیانات چھپتے چلے رہے ہیں کہ وزیر اعظم پاکستان کی عدم موجودگی کی وجہ سے یہاں پر اقتصادی رابطہ کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا جس کی صدارت اقتصادی مشیر وی اے جعفری کر رہے تھے اور انہوں نے اجلاس میں فیصلہ کیا تھا کہ پاکستان کا جو گیس ہے جو نیم سرکاری اداروں کی زیر نگرانی میں ہیں اسی 10 حصص گیس جو پاکستان لیمٹڈ کمپنی کے زیر نگران ہے اس کو پرائیوٹائز کریں اور اس پر باقاعدہ اقتصادی رابطہ کمیٹی نے فیصلہ دیا تھا اور ایک خاص کمپنی جس کا نام ہے ہاشو گروپ اس کو فروخت کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جناب اسپیکر بعد میں اخبارات میں بیانات چھپیں پاکستان کے عوام کو خاص کر بلوچستان کے عوام کو اس بارے میں شکوک اور شبہات سے دو چار ہونا پڑا۔ اور صدر جناب لغاری صاحب نے بھی یہ محسوس کیا کہ یہی خرید و فروخت جو ہے صاف اور شفاف نہیں ہے۔ اور تقریباً" آٹھ صفحات پر مشتمل صدر صاحب نے متعلقہ وزارت کو دو دفعہ خط لکھا ہے اور اس میں یہ واضح کیا ہے کہ یہی خرید و فروخت صاف اور شفاف نہیں ہے اور اسی خرید و فروخت کی وجہ سے حکومت کی ساکھ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب صدر صاحب نے اس خرید و فروخت کی باقاعدہ جواب طلبی کی اور اس غرض سے ابھی تک وہ معاملہ جو ہے وہ جوں کا توں ہے اور صدر صاحب نے یہ بھی خط میں لکھا تھا کہ یہ معاملہ جو ہے یہ گیس خرید و فروخت کا معاملہ اسے ایجنڈے پر نہیں رکھا گیا تھا یعنی جب اقتصادی رابطہ کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا تو پہلے سے ایجنڈے پر نہیں رکھا تھا بعد میں عین وقت میں جب اجلاس ہو رہا تھا اس وقت اسے اجلاس میں لایا گیا۔ جناب اسپیکر پرائیوٹائزیشن کا اور پرائیویٹ کا یہ معاملہ اس دور حکومت کے زیر غور ہے بلکہ پچھلے جو حکومتیں گزر چکی ہیں جو پتہ نہیں ان کے آنے کی امید ہے یا نہیں کہ دوبارہ برسر اقتدار آجائے پچھلے دور حکومت میں بھی وزارت گیس و پیٹرولیم چوہدری نثار علی چان صاحب نے باقاعدہ کیبنٹ میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ اس کو پرائیوٹائز کیا جائے لیکن اس وقت بھی یہ معاملہ صاف اور

ساتھ سراسر ناانصافی ہے مزید اس کنٹریکٹ پر جناب صدر پاکستان نے بھی عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اس ڈیل کو ناقابل اعتماد تصور کرتے ہوئے اس ڈیل کو معائنہ کے لئے طلب فرمایا ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے فوری طور پر رجوع کرے کہ وہ اس ڈیل پر اس وقت تک عملدر آمد نہ کرائے جب تک بلوچستان صوبائی اسمبلی کو اعتماد میں نہ لے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : قرارداد پیش ہوئی جی مولانا صاحب کچھ اس قرارداد کے بارے میں فرمائیں گے۔

مولانا عبدالباری : جناب والا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یہ قدرتی گیس اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلوچستان اور بلوچستان کے عوام کے لئے عطیہ خداوندی ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ پورے پاکستان کی نسبت ساٹھ فیصد گیس بلوچستان سے نکلتی ہے اور اسی بات پر بڑا افسوس ہے کہ جو گیس بلوچستان سے نکلتی ہے جس کا مین سرچشمہ وہ بلوچستان ہے۔ لیکن یہاں کی ضروریات پورا کرنے کی بجائے یہاں کی جو گیس ہے وہ دوسرے صوبوں میں استعمال ہو رہی ہے جو کہ میں آئین پاکستان کی سرعام خلاف ورزی سمجھتا ہوں اور ابھی تک جو بھی مرکزی حکومتیں ہیں وہ اسی خلاف ورزی پر کاربند ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر کہ بلوچستان گیس کی جو کوالٹی ہے دنیا کی ماہرین کے مطابق یہاں کے گیس کی کوالٹی سندھ اور پنجاب سب سے بہتر ہے لیکن یہاں گیس کے لئے جو قیمت رکھا گیا ہے وہ بہت کم ہے جو کہ پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی ہے اور تیسری اہم بات جو ہم ہمیشہ اسمبلی کے فلور پر اس کو ڈسکس کرتے آرہے ہیں وہ یہ ہے کہ ساٹھ فیصد گیس بلوچستان سے نکلتا ہے اور تیس پرسنٹ سندھ سے اور دس پرسنٹ پنجاب سے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ابھی تک گیس کا جو ہیڈ آفس ہے وہ کراچی میں ہے جو بلوچستان کے عوام کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ جناب اسپیکر

شفاف نہیں تھا اس وجہ سے التواء میں رکھا تھا۔ جناب اسپیکر ایک تو یہ ہے کہ یہ معاملہ خود صاف و شفاف نہیں ہے جس کی وجہ سے صدر صاحب نے باقاعدہ دو دفعہ آٹھ صفحات پر مشتمل خط لکھ کر بھیجا ہے اور اس وجہ سے یہ معاملہ صاف و شفاف نہیں ہے کہ وزیر اعظم کی عدم موجودگی میں یہ فیصلہ کیا تھا انہوں نے اور دوسری بات یہ ہے کہ عین وقت پر جب صدر صاحب نے خط بھیجا تو متعلقہ وزارت نے صدر ہاؤس آکر اور شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے انہوں نے کوشش کی تھی۔ تو شکوک و شبہات اس وقت آدمی دور کرسکتا ہے جب کچھ نہ کچھ دال میں کالا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اخبارات میں جو بیانات چھپتے آرہے ہیں اور ہم جو یہاں تک سمجھتے ہیں ..... ہم یہ سمجھتے ہیں اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے صوبائی خود مختاری کو بھی بڑا دھچکا پہنچایا ہے۔ اور اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساٹھ فیصد گیس جو بلوچستان سے ملتا ہے اور اسی فیصد جو پاکستان لیمیٹڈ کمپنی کی زیر نگرانی میں ہے اس کو بلوچستان حکومت کو عوام کا نمائندہ ہے اور بلوچستان حکومت جو اسمبلی کا ترجمان ہے اس کو نظر انداز کر کے انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کو پرائیوٹائز کریں اور اس کو ہاشو گروپ کے حوالے کریں۔ تو اس وجہ سے یہ میں سمجھتا ہوں کہ اسی معاملہ کے حوالے سے انہوں نے صوبائی خود مختاری کو بھی نظر انداز کیا ہے جو پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی ہے جناب اسپیکر پاکستان کے آئین کے مطابق جیسا کہ آپ کے زیر مطالعہ میں ہوگا کہ مالیات کے حوالے سے یہ باقاعدہ موجود ہے باقاعدہ 162 اور 161 آرٹیکل نمبر 878 اس میں موجود ہے کہ کوئی ایسا مالیاتی مسئلہ جس کا کوئی معاوضہ یا کوئی رائلٹی کسی صوبے کو مل رہا ہے ایسا مالی معاملہ جو ہے وہ وفاقی حکومت براہ راست خود طے نہیں کرسکتا ہے جب تک متعلقہ صوبے کو اعتماد میں نہ لیا جائے۔ تو جناب اسپیکر اسمبلی کے ضابطہ نمبر 102 اور 104 کے تحت اس قرار داد کو زیر بحث لایا جائے اور اس کو منظور کیا جائے جناب اسپیکر میں اپنے پارٹی منشور کے حوالے سے بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری پارٹی کا

بھی یہ منشور ہے کہ خاص اور مخصوص معاملات جو ہیں وہ وفاق کے پاس ہوں گے جو دفاع ہے کرنسی ہے خارجہ پالیسی ہے یا بین الصوبائی مواصلاتی نظام ہے دوسرے جو ہے ان چاروں کے سوا جتنی بھی معاملات ہوتے ہیں وہ صوبائی حکومت اور صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار میں ہوتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس خرید و فروخت میں ایک تو یہ ہے کہ یہ خرید و فروخت صاف و شفاف نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اس خرید و فروخت کی وجہ سے صوبائی خود مختاری کو بڑا دھچکا پہنچایا ہے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی جعفر صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) : بسم اللہ الرحمان الرحیم جناب اسپیکر یہ قرارداد جو ہم نے پیش کی ہے کہ بلوچستان کے گیس فیلڈ سوئی میں جو ہے اس کو آسٹریلین کمپنی اور اس کو پھر ہاشو اینڈ گروپ کے نام پرائیوٹائز کیا جا رہا ہے اس کو بیچا جا رہا ہے۔ اس میں پریزیڈنٹ صاحب کے لیٹر کے حوالے سے پہلے میں بات کروں گا پھر اس کے بعد اس کی ریپرشنز پر آؤں گا کہ صوبے کے معاملات پر اس کے اوپر کیا اثر پڑے گا۔ پریزیڈنٹ صاحب نے اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ پڑھ لوں اس کے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی جی پڑھیں۔

. Finance Minister

President Saraar Farooq Ahmed Khan Leghari has termed the sale of Burmah Castrol shares in Pakistan Petroleum Limited (PPL) to Hashoo group and BONE/PPL shares in Qadirpur gas field to an Australian firm as "non transparent and imprudent" We also maintained that the aforementioned deal would be contrary to Pakistan's long term strategic and economic interests. He has directed the government to review the entire matter.

اس طرح اس میں پورا اس کا ایک پری ٹیسٹ ہے دو صفحوں کا اس کو پڑھنے میں شاید ٹائم لگے اگر آپ اجازت دیں میں فل پڑھ لوں کیونکہ صوبہ کے معاملات کے ساتھ ان کا انتہائی اہم تعلق ہے۔ ہمارے پچاس پرسنٹ زیادہ سے زیادہ ریونیو صوبائی بجٹ کا اسی گیس فیلڈ سے ہے۔

Finance Minister

The Economic Coordination Committee (ACC) of the Cabinet on December 18 last year approved in principle the sale of Burmah castrol's 63.91 percent shares in PPL to Hashoo group through an Aurtralian firm BHP. It also approved Burmah Oil Netherlands Exploration's (BONE) 8.5% shares plus PPL's 7% shares have been exposed to the usual scrutiny pertaining to such matters;

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) : جناب اسپیکر یہ صدر صاحب کا لیٹر ہے جس کا نیوز اخبار مورخہ 16 جنوری کو ایڈ لائن آیا ہے۔ ہماری اس میں ابزرویشن بحیثیت بلوچستانی یا گورنمنٹ آف بلوچستان یا ممبر آف صوبائی اسمبلی ریزرویشنز ہیں کہ یہ 73.9 پرسنٹ حصہ جو ہاشو گروپ کو سیل کیا جارہا ہے۔ ایک طرف سے اس میں کنٹرویس ہے صدر صاحب خود اس کو Refute یعنی بالکل وہ Un Real قرار دیتے ہیں دوسری طرف پیرولیم کی منسٹری کہہ رہے ہیں کہ ہم نے نہیں بیچا ہے لیکن اخبار میں ایک اسٹیٹمنٹ آئی ہاشو گروپ میریٹ ہوٹل اسلام آباد کے طرف سے اس سیل پر اوپن سائن ہوگئی ہے۔ ہمارے ریزرویشن یہ ہے کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کے انڈرٹیکنگ

b) In the proposal before the ECC,BHP appears to be acting as an agent of the Hashoo group. It will not be retaining any interest in PPL itself. The question arises whether and why it is appropriate for BHP to act in this manner as an agent for the interest of another party i.e. Hashoo group and what considerations induced BHP to allow itself to be used in this role of a facilitating vehicle?.

c) Is the Hashoo group really appropriate or qualified for the transaction? The Seller i.e. Burmah Castrol, does not appear to have discussed the transaction with Hashoo group. Does Hashoo group possess the required experience, track record and management depth to justify this level of responsibility?. After all, the deal, if goes through, will place half of the country's total gas resources in the hands of one in experienced private group which has only recently entered the oil/gas business. It could have important monopolistic implications leading to potentially and significantly higher prices for the consumers and resultantly low receipts of the gas Development Surcharge revenue for the Government.

d) The sale of Burmah Castrol interests in Qadirpur gas filed i.e. BONE to BHP is unrelated to and outside the PPL transaction. How ever, how is it in Pakistan's interest to agree to PPL's 7% share holding in Qadirpur gas field to be sold to BHP.? The Burmah Castrol sale of BONE to BHP may have been prompted out of a distress situation. As the ECC summary brings out, Burmah Castrol in so longer interested to continue to operate in Pakistan, Since they have with drawn from all international exploration and production operations. But PPL is under no such distress. PPL ownership of Qadirpur gas field acts as an important cushion for the government and contributes significantly to the Gas Development surcharge (GDS) accruing to the government. The Gas Development Surcharge amounted to Rs.8 billion in 1994-95. of this, almost Rs.7 billion came from PPL through its Sui, Kandhkot and Qadirpur Gas field operations. Qadirpur contributed revenues between Rs.300-400 million in 1994-95. removal of Qadirpur from PPL shares will immediately impact on the GDS and place an upward pressure on gas prices to the consumers. This will have highly adverse political and revenue implications for the provinces;

e) The valuation of Qadirpur gas fields based on recoverable reservoirs of almost 3.4 trillion cubic feet should be over US Dollar 5 billion. Even its present value is almost US$ 1.5 billion. PPL's 7% shares would have a market valuation of not less than US$ 100 million. Any attempt to sell its assets at a lower price or on the same formula on which Burmah Castrol may have negotiated the sale of BONE/ to BHP would therefore be totally unwarranted;

f) According to para 3 of the ECC summary, the sale of PPL shares to BHP through the proposed arrangement will be contrary to the Cabinet decision, which disallows the sale of any discovered field". On what basis then is the Ecc competent to pursue either option 1 or 2 which are essentially contrary to the cabinet decision as conceded in ECC summary itself. Doubts will naturally arise then whether this BHP's compensation for acting as a 'front' for facilitating the sale of PPL to Hashoo group. The current Petroleum policy already provides adequate incentives to foreign oil companies to invest in Pakistan's Oil and Gas Exploration. Any action to further enhance the attractiveness for BHP through an unrelated Qadirpur/PPL transaction, as proposed, without competition and without equal opportunity to other oil companies operating in Pakistan would undermine the transparency as well as the fair application of the Petroleum Policy:

g) The importance of any assurances from BHP/Hashoo group in the matter of gas pricing is equally flowed. It is well known that the government of Pakistan and the international Finance Corporation (IFC) (the world Bank affiliate) signed a memorandum of understanding on the natural gas pricing issue about a year ago. The IFC has proceeded to approve a major loan to provide the bulk of financing for PPL's US$ 80 million compression project currently under implementation. Any assurance which cuts across this MOU could expose the Pakistan government possibly to acting in bad faith. In any event, reliance on any such new assurances on natural gas pricing issue are not credible or consistent with arrangements with IFC already in place;

h) There is a potential windfall profit of US$ 150-200 million per year if the producer pricing mechanism of PPL were to change quickly. If the present proposals were to go through, the government will soon, thereafter, find itself under continued pressure to do away with the existing pricing, not with standing any assurances to the contrary given by the parties to obtain government approval for sale at this time;

j) At a future date, say in 8 to 10 years time, the Sui Gas fields could be called upon to serve as an important potential reservoir of gas storage for the country in the event of one or more of the gas import schemes getting implemented. It would be in Pakistan's interest to retain the maximum options so that strategy and policy with regard to this field remain free from interference from any private group acting in its own narrow economic interest.

The President also invited attention to his note under the subject "revitalization and restructuring of OIL and Gas Development Corporation (OGDC)" sent to the Prime Minister on October, 10, 1994, specially para (vi) where in he had stated that oil and gas field already discovered and in production should as a matter of principle never be farmed in whether through joint venture partners or otherwise. These recommendations were subsequently approved by the cabinet.

The PPL is presently owned essentially by three institutions Burmah Castrol has 63.91% of the shares, Government of Pakistan 29.41% IFC-06.09% and private share holders have only 0.59%.

The summary for the ECC of the Cabinet as submitted by secretary Petroleum and Natural Resources, proposed and recommended two options:

First, BHP may be allowed to purchase 8.5% shares of BONE in Qadirpur gas field subject to their participation in one or two new exploration blocks as may be proposed by PPL and approved by he GOP. In addition, Hashoo group may be allowed to purchase 63.91% shares of BC in PPL through BHP subject to the undertakings and commitments as listed. Sale of PPL's 7% interest in Qadirpur gas field was not allowed. This was, however, not acceptable to BHP as indicated by them. They said the deal would fall though unless they were allowed to acquire 15.5% interest (BONE 8.5 and PPL7%) in the Qadirpur gas field. This would obviously have adverse implications on investment by BHP in Pakistan in exploration and production as well as on the Iran-Pakistan gas pipeline project;

Second option: in addition to the purchase of BONE by BHP, and BC's share in PPL by Hashoo group, BHP to be also allowed in principle to purchase PPL's 7% share in Qadirpure gas field if considered expedient by Ecc subject to determination of the price for PPL's share and other modalities by an inter ministerial committee headed by the Minister for Petroleum with the Secretary Finance, Secretary Petroleum, Secretary, Planing and Development and additional secretary (E&F) Prime Minister's Secretariat as members. This Committee, may examine the issues with the assistance of an outside consultant if necessary and submit its findings to ECC by January 15th 1996.

The ECC in its meeting of December 18th decided, "The ECC of the Cabinet considered the summary dated December 13th, 1995 on the sale of Burmah Castrol shares in PPL to Hashoo group and BONE/PPL shares in Qadirpur gas field to BHP submitted by the Ministry of Petroleum and Natural Resources and approved in principle option II thereof. The Membership of the Committee should be expanded to include the Secretary, Ministry of Water & Power. The Committee should examine the issues involved and submit the package for the final approval of ECC".

Contrary to what officials and government Leaders proposed and agreed to, President Leghari said in his letter that "in this situation the ECC/Cabinet could consider several options which would meet the requirement of equity and transparency and serve the interest of the country".
He suggested: "a) the government could buy Burmah Castrol's 63.9 percent shares, hold them for a period and then divest them in a transparent, measured way;

"c) Alternatively the remaining two major share holders i.e. the government of Pakistan and IFC working together could buy Burmah Castrol's 63.9 percent shares. In the event of this last option, the government could request on IFC role as an honest broker and natu- ' third partner to mandate it to approach Burmah Castrol on its joint Behalf for such purchase. Such a solution would be simple, fair and transpire. It would not suffer from any conflict of interest, perceived or otherwise. Above all, this arrangement would protect and safeguard the country's major source of energy i.e. Sui Gas field, to continue to be operated in an optional manner in the interest of the country.

The President believed, "If such an arrangement were to be worked out, the government of Pakistan would have 82.6 percent shares and IFC 17.05 percent. Under such an arrangement, the government and IFC could reach an agreement which within 2 years or so would bring about a major and fundamental restructuring of PPL with he aim of preserving PPL as an ongoing, independent and professionally managed undertaking. This would also allow existing share holders of PPL (which includes the Government) to obtain a fair market value for this asset. Other elements of restructuring could include both government and IFC diverting the additional shares accruing to them from the purchase of Burmah Castrol shares. Such a divertiture could provide for the sale of some of the shares of the employees, induction of reputable technical partner and a major floatation in Pakistan or in the foreign capital market with suitable safeguards so ensure widest dissemination."

مولانا عبدالواسع : بسم اللہ الرحمن الرحیم اسپیکر صاحب اس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر صاحب بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے ہم نے پہلے بھی اس پر بات کی تھی اور وہاں حکومت کے ساتھیوں نے بھی اور اپوزیشن کے ساتھیوں نے بھی اس کی حمایت کی تھی لیکن میرے خیال میں یہ بات کرنے کی حد تک محدود ہوتے ہیں عمل اس پر کوئی نہیں ہوا ہے نہ ہم نے اس پر کوئی سنجیدہ غور کیا ہوا ہے اور جناب جعفر خان صاحب نے تو قرارداد پیش کردی اور بہت بڑا لمبا بیان کردیا ہے یا پڑھ لیا اور آخر میں انہوں نے صدر لغاری صاحب کا شکریہ بھی ادا کرلیا میرے خیال میں جناب اسپیکر ہمارے پشتو میں ایک مقولہ ہے (پشتو)

یعنی کہ صدر لغاری صاحب چور کو کہتے ہیں چوری کرو اور گھر والوں کو کہتے ہیں کہ اپنی حفاظت کرو تو جناب اسپیکر صاحب صدر لغاری صاحب کا ہی بیان ہے صدر لغاری بینظیر اور مرکزی حکومت سب اسی پر راضی ہے کہ بلوچستان کو کرش کرنا ہے اور کس طرح بھیجنا ہے اور کس طرح پسماندہ رکھنا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہاں کوئی عوامی نمائندہ نہیں ہے اور نہ یہاں کوئی عوامی حکومت ہے کہ ہم سے احتساب کرے اگر آپ کو معلوم ہے کہ بجلی کے پرائیوٹائزیشن کے بارے میں بیانات آرہے تھے لیکن صوبہ سرحد والوں نے اس کو روک لیا اور صوبہ سرحد والوں نے یہ محسوس کیا کہ اگر بجلی پرائیویٹ ہوجائے اور ہم کو جو رائلٹی اور سرچارج مل رہا ہے یہ پھر ختم ہوجائے گا یہ ہمارے صوبے کا نقصان ہے تو انہیں چاہئے جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں یا عوامی نیشنل پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں یا جمعیت علماء اسلام سے تعلق رکھتے ہیں جس جماعت سے بھی تعلق رکھتے ہیں لیکن صوبے کے حقوق کے حوالے سے انہوں نے یہ روک لیا اور صاف صاف بتادیا کہ اگر آپ نے یہ کردیا تو صوبہ سرحد کے عوام اور صوبہ سرحد کی حکومت اور صوبہ سرحد کی اسمبلی آپ کے خلاف احتجاج کریں گے اور اس حد تک کہ آپ پھر اپنی حکومت نہیں بچاسکیں گے لیکن وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان میں ایسے

چھپ کر کے یہ باتیں کیوں ہوتی ہیں شکریہ اسپیکر صاحب پاکستان زندہ باد۔

میر کچکول علی بلوچ (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب میرے خیال میں اس قرارداد پر میرے دوستوں نے سرا سر بحث کی ہے لیکن میں ایک چیز کہتا ہوں کہ اسمبلی یا پارلیمنٹ کا جو بڑا اس کی سپرٹ ہے وہ صلاح مشورہ ہے اور اس میں سارے چیزوں کو عوام کے سامنے جو ریسڈ نکشن ہوگا میں کہتا ہوں کہ یہاں جو اپوکریسی چل رہی ہے اب سر آپ ٹی او آر کو دیکھیں ٹرما آف این ایف سی اس میں میرے خیال میں ایٹم نمبر3 یا 4 میں یہ ایجنڈا بھی ہے کہ آیا سرچارج صوبوں کو دی جائے یا نہ دی جائے وہ ہے ٹوٹلی کانسچویشن مسئلہ اور وہاں ایجنڈے میں بھی شامل ہے اور کسی کو اعتماد میں نہ لیتے ہوئے اسکو پرائیویٹائز کرنا جو ڈیموکریسی یا پارلیمنٹ کی جو گولڈن پرنسپل ہے یہ ٹوٹل ان کی (والیشن) ہے اس سلسلے میں میری جو دوسری قرارداد رہے میں اس پر ڈیٹیل میں بات کروں گا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں جو ٹیکنیکل بات ہے فیڈرل گورنمنٹ کی جو (اپو کریسی) ہے اس کو دور اندیشی کوئی میرے خیال میں ہو ہی نہیں ہے ایک طرف پریذیڈنٹ صاحب نے وہاں دیدیا ہے ٹرما پریفرنس کے پانچ سال کے بعد جتنے معاملات ہوتے ہیں این ایف سی کے تحت انہوں کی ڈیسشن ہوجائے اور یہ سارا مسئلہ ٹرم آف ریفرنس میں ہے اور دوسری طرف جو گورنمنٹ ہے وہ کیا کرے بلیک بورڈز ہیں انہوں نے کی فروخت پر تلی ہوئی ہے میرے خیال These are just violation of Parliamentary democracy. میں اور جہاں تک پریذیڈنٹ صاحب نے اس مداخلت کی ہے یہ اس کی کانچونشل ڈیوٹی ہے کہ جو بھی گورنمنٹ دیکھ رہا ہے کہ کانچونشل کو وائلڈ کررہا ہے صوبوں کے حقوق کو پامال کررہا ہے اس سلسلے میں اس کی ذمہ داری ہے اور ہم لوگ اس کو اپریشیڈ کریں گے اور میں کہتا ہوں کہ اس سلسلے میں وہ فیڈرل گورنمنٹ کو سخت سے سخت التواء کریں تاکہ آئندہ اس قسم کی غلطیاں نہ کریں۔ بہت مہربانی۔

دباؤ آسکتا ہے کہ آپ کو ڈس لاج کریں گے یا کسی اور کو یہاں لا کر کے اس سے دستخط کروادیں گے اسمبلی کے اوپر اپوزیشن اینڈ ٹریژری بینچز پر کسی قسم کا دباؤ میں سمجھتا ہوں ممکن نہ ہو گا شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جناب کوئی دیگر معزز رکن؟

حاجی سخی دوست جان : جناب اسپیکر میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

میر عبدالنبی جمالی (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب ہم پریذیڈنٹ صاحب کا خاص کر شکریہ ادا کرتے ہیں اور خاص کر اس نیوز پیپر کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ یہ بات منظر عام پر آگئی اور ساتھ میں اپنے بھائیوں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں اپوزیشن کے بینچز کا کہ وہ ہر بلوچستان کے معاملے میں ایک دوسرے کا ساتھ دے کر شانہ بشانہ چلتے ہیں مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ آخر میں چھپ کر کے ایجنڈے میں کیوں لایا جارہا تھا یہ اگر سامنے ایجنڈے پر آجاتی تو شاید اس پر ڈسکشن بھی ہوجاتی اور ہمیں بھی پتہ چل جاتا کہ کیا بات ہے کیا نہیں آخر میں جو چیز آتی ہے چھپ کر کے تو اس پر شکوک و شبہات پیدا ہوتی ہے میں فیڈرل گورنمنٹ سے اپیل کرتا ہوں کہ خدارا بلوچستان کو کتنا نقصان دیتے جاؤ گے اگر آپ کو اپنا راز قائم کرنا ہے تو آپ بیشک چھوڑ دیں پھر اس گورنمنٹ کو لیکن ہر سال ہمیں نقصان آتا ہے آخر یہ گورنمنٹ کیسے چلے گی ایملائنمنٹ بھی آپ دے رہے ہیں اور گیس کی رائلٹی کو بھی وہاں رکھا ہوا ہے اور اپنے لئے تو بڑھاتے جارہے ہیں اور ڈویلپمنٹ چارجز بڑھتی جارہی ہے تو یہ جاکر کے گیس ہمارے گلے میں ایک مصیبت بن جائے گی بجائے جو آج چار پیسے مل رہے ہیں جس پر ہم چل رہے ہیں تو میں آخر میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور فیڈرل گورنمنٹ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے حقوق کو گارڈ کرنے کی بجائے وہ پائمال نہ کرے بلکہ گارڈ کرے اور ہمارے چیف منسٹر کو بلا کر کے اعتماد میں لے کر کے چلے آخر یہ

ہے کہ یہ مینپلٹ کرکے اپنے پروڈکشن کاسٹ بڑھادیں گے کسی بھی صورت میں کیونکہ یہ پرائیویٹ کمپنی ہے کیونکہ پروڈکشن کاسٹ جب بڑھے گی تو ڈویلپمنٹ سرچارج مزید ڈپرس ہوگا۔ یا ڈکریز ہوگا حتی کہ کسی اسٹیج پر جاکر مکمل ختم ہوگا۔ تو ہم کو اس پر انتہائی اعتراض ہے کہ آئین کے آرٹیکل کے مطابق جیسا کہ مولانا صاحب نے کہا کہ صوبوں کو اعتماد میں لئے بغیر جہاں صوبوں کی مالی معاملات افیکٹ ہوتے ہو نہ ہی ڈیل کیا جاسکتا ہے اور اس کے ماسوائے جس میں ہم سمجھتے ہیں کہ صوبائی خود مختاری کی اوپر شدید ضرب ہے کہ کس طرح صوبے کے 50 پرسنٹ سے زیادہ ریونیو جس سے آتی ہے اس فیلڈ کو آپ بیچ رہے ہیں اور صوبے کو اطلاع تک نہیں دیئے ہیں۔ اور (اے سی سی) کے میٹنگ کے ایجنڈ کے اوپر بھی ہے اور انہوں نے بغیر دیکھے پاس کئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ (اے سی سی) جو اس وقت بیٹھے ہوئے تھے وہ ربڑ اسٹیمپ تھے جس کا ہاتھ ہاشو گروپ کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے صرف وہ اسٹیمپ لگا کر ڈیل تھرو کروایا۔ ہم شکریہ ادا کرتے ہیں فاروق لغاری صاحب کا کہ اس نے بلوچستان کو بکنے سے روک دیا ہے۔ جناب اسپیکر یہ نہایت اہم معاملہ ہے اس پر ہم تمام پہلے پاکستانی ہوکر کے اس کے بعد بلوچستانی سوچ اپنانا ہوگا کہ کل کو ہمارے صوبے کی حالت کس طرح ہوگی چھ ارب سے زیادہ آمدن ہمارے صرف گیس آئل فیلڈ سے ہے جو 50 فیصد سے زیادہ بنتا ہے۔ اگر یہ ہم سے چلی جائے ہم اس صوبے کو کس طرح چلاسکیں گے نہ یہ گورنمنٹ چل سکے گی نہ یہ اسمبلی چل سکے گا۔ نہ یہ ملازمین جن کو اس وقت ہم تنخواہیں دے رہے ہیں تنخواہیں نہیں دے سکیں گے۔ نہ فوڈ سبسڈی دے سکیں گے یعنی کہ گورنمنٹ کا اسٹیکچر چلانے کے قابل بھی نہیں ہوں گے۔ اگر گیس کے آمدن کے اوپر فرق آئے یا یہ ختم ہوجائے۔ اس لئے میں تمام ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس معاملے کو سنجیدگی سے لے اور اس پر سیریس نظر ڈالیں اور فیڈرل گورنمنٹ کو مجبور کرے کہ وہ ہماری کنسلٹ کے بغیر اسپیشلی اسمبلی کے کنسلٹ کے بغیر کیونکہ گورنمنٹ کے اوپر پھر بھی

سرچارج ہی نہ ہوگا یعنی بلوچستان بڑے منافع کے ذریعے سے ہے اس سے محروم ہوجائے گا۔ جو انہوں نے ان گیس کمپنی کے اخراجات بڑھانے شروع کیں میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک منظم پروگرام ہے جو پہلے انہوں نے اس طریقے سے شروع کئے بلوچستان اور دیگر صوبوں کا منافع ختم کریں تاکہ ان کے بعد میں ان کے بیچنے کے اوپر اعتراض ہی نہ ہونا جائز دوہزار ملازمین ایک سال میں رکھے ہیں ہمارا پورا صوبہ ہے۔ چھبیس اضلاع چلا رہے ہیں یعنی ٹوٹل کمپنی ایک ضلع کے برابر بھی نہیں ہیں ہم لوگ اس سال جیسا کہ آپ کو معلوم ہے سترہ سو ملازمتیں دی ہے وہ بھی ورلڈ بینک کے ساتھ معاہدہ کے تحت اور ایک کمپنی جو ہے وہ دو ہزار ملازمین پولیٹکل بنیادوں پر دیتا ہے اور اس کی تنخواہیں بلوچستان گورنمنٹ کی گیس ڈویلپمنٹ سرچارج سے جاتی ہے۔ سیکنڈلی اس میں دیکھیں وہ ایک سول کمپنی ہے جو گیس بیچتی ہے اور لوگ اس کے پیچھے بھاگتے ہیں لیکن پولیٹیکل اشتہارات جیسا کہ آپ نے دیکھے ہوں گے یہ گیس کمپنی سیاسی جلسے تک منعقد کرارہے ہیں پچھلے دو سال سے ان کا بجٹ ہمارے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ سے زیادہ ہے ان کے جو اشتہارات کا بجٹ ہے۔ ان کے اپنے جو آڈٹ رپورٹ آئی ہے اس کے مطابق میں بتارہا ہوں اگر آپ مزید ڈیٹیل میں جائیں تو اس طرح یہ چار ارب پانچ ارب روپے ہمارا سالانہ کم ہورہا ہے ابھی اگلے سال سات ارب تک ہوجائے گا وہ اس طرح انہوں نے شامل کئے اخراجات کیونکہ ملازمتیں وہ دے رہے ہیں پیسے بلوچستان گورنمنٹ دے رہی ہے اس پر ایڈیشنل میری سمجھ میں یہ آرہی ہے کہ اس کو ختم کرنے کے لئے صرف اس ڈیل کو Through کرنے کے لئے کہ کل کو بلوچستان گورنمنٹ کو اعتراض ہی نہ ہو۔ کیونکہ ان کا کوئی منافع ہی نہ ہوگا آج اگر اس کمپنی کو بیچا گیا برماکسٹرل کو جیسا کہ صدر صاحب نے اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ آج پی پی ایل کو دیا جارہا ہے 30 روپے فی ہزار کیوبک فٹ ایکسپلوریشن کی یا مائننگ کی دے جارہے ہیں یہ ریٹ بڑھا کر کدھر بیس پچیس روپے تک پہنچانا ہے لیٹر میں واضح

کے بغیر یا ان کو اعتماد میں لئے بغیر یا اس اسمبلی کو اعتماد میں لئے بغیر وہ یہ بیچ نہیں سکتے ہیں کیونکہ ہماری میجر ذرائع پیداوار پچاس فیصد سے زیادہ گیس ریلیٹڈ ہے گیس میں ہے کیا ایکسائز ڈیوٹی صوبے کو ملتی یا رائلٹی صوبے کو ملتی ہے ڈویلپمنٹ سرچارج وہ صوبے کو ملتی ہے۔ ایکسائز ڈیوٹی اور رائلٹی وہ ہے کیونکہ ایک فکس حصے سے ملتی ہے لیکن ڈویلپمنٹ سرچارج جناب اسپیکر گیس ایکسپولریشن یا گیس پمپنگ کے اخراجات پلس ڈسٹریبوشن کمپنی کے اخراجات پلس دونوں کے لسنس یا انوسٹمنٹ کے اوپر جو پرافٹ پلس کنزومر تک پہنچنے کے اخراجات کے بعد جو منافع بچتا ہے اس کو صوبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے پروڈیکشن کی بنیاد پر اس منافع کو گیس ڈویلپمنٹ سرچارج کہا جاتا ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پچھلے سال ہم بجٹ بنا رہے تھے۔ این ایف سی کے ڈرگٹ فگو یہ تھے کہ گیس ڈویلپمنٹ سرچارج کے مد میں ہم کو سات ارب ملنے تھے لیکن مرکزی حکومت کی نااہلی کی وجہ سے یا ان کی شاہانہ خرچوں کے وجہ سے وہ سرچارج جو سات ارب روپے ہم کو ملنے تھے ہم کو شو کیا گیا کہ آپ کو 1.9 ارب ملیں گے اس میں کیونکہ اس میں گیس کمپنیوں کے اخراجات زیادہ ہوگئے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ جتنے اخراجات زیادہ کریں گے اتنے ہی منافع کم ہوتا جائے گا کیونکہ سیلنگ پوائنٹ عوام کے لئے یا دوسرے کے لئے اس لیول پر نہیں پہنچا سکتے ہیں یا اس لیول پر اوپر نہیں لے جا سکتے ہیں لہٰذا جتنے بھی اخراجات ہوتے ہیں۔ اس کا براہ راست اثر گیس ڈویلپمنٹ سرچارج ہوتا ہے پچھلے سال جب ہم اس کی تحقیقات میں گئے تو انہوں نے نیورس پولیٹکلی اور دوسرے بلوچستان کی ہی گیس ڈویلپمنٹ سرچارج کی بنیاد سندھ پنجاب میں گیس سپلائی کی پلس دو ہزار ملازمین صرف سوئی سدرن میں پچھلے سال بھرتی کئے گئے ہیں۔ اور ان کی تنخواہیں بھی گیس ڈویلپمنٹ سرچارج سے جاتی ہے جب کہ ان کا ملازم چپڑاسی بھی پانچ پانچ ہزار روپے سے کم تنخواہ نہیں لیتا ہے تو یہ اخراجات جب ان کے بڑھتے ہیں تو اس کا اثر بلوچستان پر پڑتا ہے ابھی اگلے سال کے متعلق انہوں نے بتایا کہ کوئی ڈویلپمنٹ

مردے لوگ بیٹھے ہیں ایسا مردہ حکومت ہے ایسا مردہ اسمبلی ہے کہ نہ تو ہم کو روک سکتے ہیں نہ ہمارے ہاتھ پکڑ سکتے ہیں اور وہ اس حد تک اس کو معلوم ہے کہ وہاں کے چیف منسٹر صاحب ہم ان کو بیرونی دوروں کے لئے بلاتے ہیں اور ہم اس پر اس کو خوش رکھ سکتے ہیں اور ہمارے چیف منسٹر صاحب بینظیر صاحبہ کے ساتھ جاپان کا دورہ کیا اور لغاری صاحب کے ساتھ ترکمانستان کا دورہ کیا تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں کوئی حکومت یا مضبوط قوت نہیں کہ وہ ہمارے ہاتھ پکڑلیں اگر ان کے دل میں یہ بات آجاتی ہے تو آپ سے پوچھے بغیر کس طرح پرائیوٹائزیشن کررہا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے جناب اسپیکر صاحب اس میں آگے ہمارے صوبے پر کیا اثرات پڑے ہیں یہ جو آئین کی رو سے ہمیں پورا ڈویلپمنٹ سرچارج ملتا تھا لیکن انہوں نے رفتہ رفتہ ہمیں چوتھائی حصے پر کھڑا کردیا لیکن مرکزی حکومت کی نیت اب بھی خراب ہے کہ یہ چوتھائی حصہ بھی ان کو نہیں ملنا چاہئے جب یہ پرائیوٹائزیشن ہو جائے تو پھر وہ کہیں گے کہ آئین کی رو سے جب یہ پرائیوٹائز ہوگیا تو آپ کو یہ سرچارج اور رائلٹی نہیں ملے گی تو جناب اسپیکر صاحب میں وہاں کی حکومت کے ساتھیوں سے اور اپنے چیف منسٹر صاحب سے احتراما" یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ ان پر واضح کردیں ہمارے صوبے میں جتنی بھی جماعتیں ہیں جتنے بھی قوتیں ہیں حزب اقتدار کے لوگ ہیں یا حزب اختلاف کے لوگ ہیں ہم اپنے صوبے کے مفادات کے لئے اور حفاظت کے لئے متحد ہوجائیں اور ان کے ان چالوں میں نہیں آتے کہ فلاں ہمارا اتحادی ہے فلاں ہمارے دوروں کا ساتھی ہے نہ ہم اس کے اس طرح اتحادی بن سکتے ہیں میں چیف منسٹر صاحب اور حکومت کے ساتھیوں سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ لوگ بھی یہ دورے چھوڑ دیں ان دوروں سے بلوچستان آباد نہیں ہوسکتا اگر آپ لوگوں کے ساتھ بلوچستان کا غم ہے تو ان کے خلاف ایک مضبوط قوت بن جاؤ تو پھر میں دیکھوں گا کہ یہ کس طرح بھیجے گا تو جناب اسپیکر جعفر خان صاحب ان کا شکریہ ادا کرتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے بجٹ کے دوران

بھی بینظیر کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ہمیں گیس ڈویلپمنٹ سرچارج نہ دیا تو جناب اس شکریہ سے بھی کوئی فائدہ حاصل نہ ہوسکا تو آپ کھل کے واضح کردیں کہ ہم شکریہ ادا کرتے ہیں وہ یہ بھیک ہے یہ ہمارا اپنا حق ہے اور اگر آپ ہمیں مزید دیدیتے ہیں تو پھر ہم ضرور شکریہ ادا کریں گے۔

اگر آپ ہمارے حق کا چوتھائی حصہ دیتے ہیں تو ہم کس چیز کا شکریہ ادا کریں اور جمالی صاحب نے کہا کہ انہوں نے ہمیں اعتماد میں نہیں لیا وہ تو سمجھتے ہیں کہ ہمارے اعتماد میں ہیں اگر وہ نہیں سمجھتے تھے تو پھر وہ نہیں کرسکتا تھا یہ حکومت کے ایجنڈے میں شامل ہے کہ یہ بے نظیر ہی چال چلا رہی تھی کہ میں دورے پر باہر جاؤں اور بلوچستان کے حقوق پر اس طرح ڈاکہ ڈالیں تو جناب اسپیکر اگر اس اسمبلی کے ممبروں میں ہمت ہے تو بے شک وہ پرائیویٹ نہیں کرسکتا ہے اگر ہم اس طرح شکریہ ادا کرتے ہیں اور وہ اس طرح ہمارے ساتھ چال چلے لیکن میں نے بیان دے دیا ہے اور خط لکھ دیا ہے فاروق لغاری بے نظیر کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا ہے لیکن انہوں نے کہا کہ آپ ایک خط لکھ دیں اور میں یہ کروں گا تو بلوچستان کے حقوق پر ہم اس طرح ڈاکہ ڈال سکتے ہیں تو جناب اسپیکر یہ ہماری بے اتفاقی ہمارے اختلافات کی وجہ سے یہ ہمارے ساتھ ہورہا ہے اور اگر ہم نے اسی طرح رویہ رکھا تو میں سمجھتا ہوں کہ آخر نہ یہ بلوچستان رہے گا نہ یہ حکومت رہے گا نہ یہ اسمبلی رہے گی تو میں ایک بار اپنے ساتھیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اپنے اسمبلی کی بالادستی کو برقرار رکھیں اور اپنا چیف منسٹر سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر یہی رویہ رکھا تو پھر کل نہ آپ اس کے چیف منسٹر ہوں گے نہ ہم اس کے ممبر ہوں گے نہ یہاں کی کوئی ملازمت ہوگی تو میں آخر میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اپنے درمیان میں اتفاق و اتحاد پیدا کریں جتنی تعاون ہم سے اور جتنی تعاون آپ لوگوں سے ہوسکے اپنے صوبے کے حقوق کے لئے ایک تحریک متحد کریں کہ ان کے دل میں بھی آجائے کہ یہ ایک متحد قوم ہے آپ ایک متحد صوبہ ہے تو جناب اسپیکر اگر ہمارا یہ رویہ

رہا تو اس قراردادوں سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ (وخرو داعوانا ان الحمدللہ رب العالمین)

جناب ڈپٹی اسپیکر : کوئی اور معزز رکن

مسٹر سعید احمد ہاشمی : (مشیر برائے وزیراعلیٰ) جناب اسپیکر ویسے تو اس تحریک پر جعفر خان صاحب نے روشنی ڈالی اور خاص طور پر جو اخبار سے نیوز سے انہوں نے صدر لغاری صاحب کا خط پڑھ کر سنایا اس سے تمام وضاحتیں ہوگئیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وہ جو خط ہے اس میں وہ تمام نکات اٹھائے گئے ہیں جو ہمارے ذہنوں میں آنے چاہیئے تھے یا آج ہیں میں مولانا صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں جنجھوڑا اور یہاں کے سیاسی قوتوں کو جماعتوں کو یہ یاد دلایا کہ وہ ہمیشہ تو کہتے ہیں کہ وہ بلوچستان کے حقوق کے لئے ہر مواقع پر جنگ لڑیں گے میں سمجھتا ہوں کہ آج بلوچستان کے تمام سیاسی قوتوں کو اس پر غور کرنا چاہیئے کہ شاید وہ وقت آگیا ہے کہ بلوچستان کے حق کے لئے وہ جنگ لڑیں یہاں میں وہ ٹیکسٹ سے جو ہمارے دوست جعفر خان نے پڑھا ہے میں کچھ دھرانا چاہوں گا کہ اس ڈیل میں نہ صرف وہ 63 فیصد جو بی او سی کے ہیں وہ ایک ایسے گروپ کے پاس چلے جائیں گے جنہیں گیس ڈویلپمنٹ یا آئل کا کوئی تجربہ نہیں ہے بلکہ شاید انہیں ہولڈنگ کا تجربہ ہے ایک خدشہ یہ ہے دوسرا لانگ ٹرم آج سے دس سال بعد آج سے پندرہ سال بعد جب یہ کہا جاتا ہے کہ شاید سوئی کی فیڈر میں گیس اس پریشر کی نہ رہے کہ وہ ہمارے لئے کارآمد ہو لیکن یہ قدرت کے بنائے ہوئے ریزروائز ہمارے پاس ہوں گے اور اگر ہمیں قادر پور میں یا کہیں اور گیس ملتی ہے تو ہم ٹیکنیکلی ان ریزروائز کو استعمال کرسکتے ہیں اور شاید یہی سوچ کر ایران اور گلف سے بات چیت ہورہی ہے کہ ہم ان سے آئندہ لیں اگر وہ گیس ہمیں ملتی ہے تو اگر سوئی پر اجارہ داری کسی پرائیویٹ گروپ کی ہوئی تو وہی پرائیویٹ گروپ ایران یا گلف سے آئے ہوئے گیس کو وہاں ریزرو میں رکھے گا اور اپنی من مانی قیمت پر آگے عوام کو دے گا یہاں سب سے بڑا نقطہ یہ بھی دیکھنے کا ہے کہ ڈویلپمنٹ سرچارج

جس سے آج ہماری صوبائی حکومت زندہ ہے کیونکہ اپنے پاس اپنے رسورسیز چالیس پینتالیس کروڑ کے ہیں باقی تمام کا تمام یا ڈویلپمنٹ سرچارج سے آتا ہے یا جو ہمارا پول ہے نیشنل پول اس میں سے ہمیں حصہ ملتا ہے تو اگر ڈویلپمنٹ سرچارج ہم نے کسی پرائیویٹ کمپنی کے حوالے کردیا اور یہ نشاندہی ہمارے دوست جعفر مندوخیل نے بھی کی کہ پچھلے سال بھی انہوں نے اخراجات بڑھائے اور یہ عندیہ دیا کہ ڈویلپمنٹ سرچارج کو کم کیا جائے کل اگر ڈویلپمنٹ سرچارج سرے سے باقی ہی رہے یہ کمپنیز یہ کہیں کہ ہمارے اخراجات بڑھ گئے ہیں ٹرانسمیشن کے اخراجات بڑھ گئے ہیں سوئی میں کمپویشن کرنے کی ضرورت ہے ہمارے اخراجات بڑھ گئے ہیں تو آپ کے پاس اگر چھ یا سات ارب روپے کی کمی واقع ہوجائے تو آپ یہ حکومت کیسے چلائیں گے وہی مولانا واسع صاحب کی بات میں دہراؤں گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر گیس کا یہ پیسہ جو آپ کو آج ملتا ہے یہ کل نہ ہو نہ ملے وہ کسی بھی سازش کے تحت ہو تو نہ یہ اسمبلی کا وجود رہے گا نہ یہ وزراء رہیں گے نہ اس مولانا باری صاحب کا یہ اعتراض رہے گا کہ وزراء زیادہ گاڑیاں استعمال کرتے ہیں تو شاید یہ سارا نظام ہی نہ رہے یہاں جناب اسپیکر پرائیویٹائزیشن کی طرف بھی تھوڑا سا اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو ہماری معلومات ہیں اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تیرا کمپنیز کے قریب آج تک پرائیویٹائز کی ہیں ان کا نٹرزلٹ یہ آیا ہے کہ جو انہوں نے وصول کیا ہے اور جو گولڈن ہینڈ شیک میں ایمپلائز کو دیا ہے اور جو قرضے معاف کئے ہیں ان کا نٹ رزلٹ نگیٹیو میں ہے کہ حکومت بلوچستان کو ان تیرا کمپنیز کے پرائیویٹائزیشن کرنے میں کچھ حاصل نہیں ہوا تو آئندہ جو ان کا پروگرام ہے جو ہم یہ دیکھ رہے ہیں یو بی ایل حبیب بینک ہے ٹیلی کمنو کمشن کارپوریشن ہے دوسرے ہیں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان تمام کے تمام اداروں کی اگر پرائیویٹائزیشن مقصود تھی تو صوبوں وفتی یونٹوں کو اعتماد میں لئے جاتے اور جہاں جہاں ہمارا گیس میں انٹرسٹ ہے وہاں ہم اپنا نقطہ نظر کرتے ہیں دیگر صوبے بھی اگر کوئی ایسا

پروجیکٹ ہے جہاں ان کا انٹرسٹ ہے وہ اپنا نقطہ نظر پیش کردیں اور اگر ہم اس انداز میں ٹرانسپیرنٹ طریقے سے شفاف طریقے سے یہ پرائیوٹائزیشن کرتے تو اس پیسے سے جو اس ساولشن سے یا پرائیوٹائزیشن سے جو ہمیں وصول ہیں ان سے کم از کم یہ جو صوبوں پر قرضے ہیں یہ ادا کردیئے جاتے تاکہ بوجھ کم ہوجاتا لیکن یوں لگتا ہے کہ وہاں مقصد کچھ اور ہیں اگر منتق یہ دیا جاتا ہے کہ جو وہ ادارے نقصان میں چل رہے ہیں انہیں ہم پرائیوٹائز کرنا چاہتا ہے تو پاکستان ٹیلی کیمونی کیشن کارپوریشن تو نقصان میں نہیں ہے یہ پی پی ایل کا یہ ادارہ گیس کا نقصان میں نہیں ہے سوئی سدرن نقصان میں ہے تو وہاں پر یہ سامنے لاتے ہیں کہ جناب یہ آئی ایم ایف کنڈشنز ہیں کہ آپ نے فلاں فلاں اداروں کو پرائیوٹائز کرنا ہے اس میں حکومت کے شیئر ختم کرنا ہے تو اگر اس منتق کو دیکھا جائے کہ نقصان میں جارہا ہے نقصان میں تو ہمارا صوبہ بھی جارہا ہے نقصان میں تو سارے صوبے جارہے ہیں نقصان میں تو پاکستان بھی جارہا ہے خدارا کدھر کل آپ اس نتیجے پر نہ پہنچے کہ بھئی پاکستان نقصان میں ہے بلوچستان نقصان میں ہے تو بلوچستان کو پرائیوٹائز کردو پاکستان نقصان میں ہے پاکستان کو بھی ٹھیکے پر دے دو تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑی سنجیدگی سے تمام سیاسی قوتوں کو اس اسمبلی کو مشترکہ طور پر ہماری کابینہ کو اس پر سوچنا ہوگا اور جو رکاوٹیں ہم ڈال سکیں ہمیں ڈالنی ہوگی اور اپنے حقوق کے لئے لڑنا ہوگا (شکریہ)

جناب ڈپٹی اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے؟

(قرارداد منظور کی گئی)

جعفر خان مندوخیل (وزیر) : جناب اسپیکر میں یہ جو نیوز پیپر میں کوٹ کیا ہے جس میں پریذیڈنٹ صاحب کا لیٹر ہے میں اس کو ہاؤس کی پراپرٹی بنانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جو ڈاکومنٹس جعفر خان مندوخیل صاحب نے پیش کی ہیں اس کو ہاؤس کی پراپرٹی سمجھا جائے اور اس ڈیبیٹ میں شامل کیا جائے۔ مسٹر کچکول

علی بلوچ صاحب قرارداد نمبر1 پیش کریں۔

مسٹر کچکول علی بلوچ (وزیر ماہی گیری) : یہ کہ صدارتی حکم نامہ نمبر8 مجریہ 1961ء محررہ 17 مئی 1961ء بابت

(Minerals Acquition and Transfer President order No. 8 of 1961)

کی کما حقہ وفاقی طرز مملکت کے روح اور زرین اصولوں کے خلاف ہے جو کہ تاہنوز نافذ العمل ہے کیونکہ اس حکم سے قدرتی وسائل وفاق کو ارتکاز ہوتے ہیں اور اس قومی اہمیت کے حامل مسئلہ پر مارشل لاء حکمرانوں نے صوبوں کو اعتماد میں نہیں لیا تھا۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ متذکرہ مطلق العنان صدارتی حکم نامہ صوبائی خود مختاری کے برخلاف ہے جسے کالعدم قرار دے کر اس قومی نوعیت کے اہم مسئلہ کو پارلیمنٹ میں بحث و افہام و تفہیم کے لئے پیش کرے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : قرارداد پیش ہوئی جی کچکول علی صاحب آپ اپنی قرارداد کے بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

کچکول علی بلوچ (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب اگر مجھے اجازت ہو یہ جو ایوب خان کا آرڈر ہے اس کے جو متعلقہ پورشن ہیں میں ان کو پڑھ لوں۔

اس کی ذیلی شق نمبر3 یہ ہے۔

PRESIDENTS ORDER NO. 8 OF 1961

iii) Vesting of Mines in the central government, not with standing with any LSW customs usage agreement, Degree or order of any cost to the contrary all minerals and rights appending there to shall stand acquired by and transferred to and shall in the central government, free from all in comburance.

جناب اس آرڈر کے تحت کہ جو 1961ء میں جو ایک فوجی حکمران سے ظاہر ہے کہ 1961ء سے یہ قبل اختیارات صوبوں کے تھے۔ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جس وقت جتنے مائنز تھے۔ 61ء سے پہلے وہ صوبوں کے اختیار میں تھے انہوں نے ایک فوجی حکمران نے ایک آرڈر کے تحت صوبوں سے چھین لئے۔

جناب والا ! قرارداد کی جو اصل باڈی ہے میں افسوس سے کہنا چاہتا ہوں اس کو کاٹ چھانٹ کرکے پیش کیا گیا ہے لیکن اس میں دو تین الفاظ یہ ہیں لفظ پارلیمنٹ اس کے آخری جملے میں میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ اس کو پارلیمنٹ میں بھی لیا جائے جناب عالی پاکستان ایک پارلیمانی ڈیمو کریٹک ملک ہے پارلیمنٹ کے مطلب کو اگر ہم دیکھیں یہ ایک فرنچ الفاظ ہے۔

جس کے لفظی معنی ہے ڈیبیٹ ڈسکس ٹاک ایک معاملے کو ڈیبیٹ کرکے اس پر بحث کرکے یہ سارے لوگ اپنی رائے دے کر اس پر ایک متفق ہو کر جو کہ پارلیمنٹری سسٹم کی سپرٹ ہے پاکستان چونکہ پارلیمنٹری ملک ہے میں کہتا ہوں یہ جو آرڈر ہے اس آرڈر میں پارلیمنٹری سپرٹ کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ اس لئے پارلیمنٹ کے زریں اصولوں کے تحت یہ جو صدارتی حکم ہے یہ بالکل پارلیمنٹ کے زرین اصولوں کے خلاف ہے یہ منسوخی ہے۔ اور دوسری ایک بات جو وفاقی طرز حکومت کی ہے جناب عالی پاکستان ایک وفاق ہے۔ وفاق کے سلسلے میں بہت سے ہمارے جیورسٹ ہیں جتنے رائیٹر ہیں یا دیگر ممالک کے وفاقی مملکتیں ہیں۔ کہ پاکستان کی وفاقیت اور دوسرے ممالک کی وفاقیت سے کس طرح مختلف ہے۔ جداگانہ ہے۔ جتنے جیورسٹ ہیں۔ اور ہم یہ کہتے ہیں اگر آپ اس کے آئین کو دیکھ لیں۔ آئین میں بھی لکھا ہوا اسلامک ری پبلک اور پارلیمنٹ کی یہاں جو تعریف کی ہے۔ حالانکہ میں نے کہا تھا پارلیمنٹ ایک فرنچ ورڈ ہے جس کے معنی ہیں ڈیبیٹ، ٹاک لیکن جو شوریٰ ہے۔ جس کو ہم مجلس شوریٰ کے نام سے

جانتے ہیں۔ اس کو قرآن شریف سے ماخوذ کیا ہے۔ اس سلسلے میں اگر آپ اجازت دیں تو میں بتاؤں۔ قرآن شریف کی سورت الشوریٰ کو ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں لکھا ہے۔ (عربی - قرآن پاک کی آیت کا حوالہ دیا)۔ اس پر جو میرے پاس پیپرز ہوں اس نے جو ایک انگریزی رائیٹر نے تشریح کی ہے۔ کنسلٹیشن جسے ہم کہتے ہیں۔

THIS IS THE KEY WORLD OF THE SHOORA SHALL SUGGEST THE IDEAL WAY IN WHICH A GOOD MAN SHOULD CONDUCT HIS AFFAIR SO THAT THE ONE HAND HE MAY NOT BECOME TO EGOSTICLE AND ON THE OTHER HAND HE MAY NOT BE HIGHLY ABANDON THE RESPONSIBILITIES WITH DEAL ON HIM AS PERSONALITY.

جناب کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم لوگوں نے جو اس کی تشریح کی کہ یہ شوریٰ ہے تو اچھے اسکالروں نے اس کی تعریف کی ہے۔ ایک جیروسٹ ہے اور کانسٹیو ٹیسٹ ہے ڈبلیو سی کے ویئر ہے اس نے مملکت کی تعریف اس طرح کی ہے۔

PROFESSOR K.C. WARE POINTS OUT THAT CENTRAL GOVT. & PROVINCIAL GOVT. OF A COUNTRY SHOULD BE INDEPENDENT OTHER EACH WITH SPHERE INDEPENDENT SHOULD NOT TO BE SUBORDINATE NOT ONE TO OTHER BUT COORDINATE WITH EACH OTHER. HOW THESE PRINCIPLES ARE CONTINUES TO NOT MERELY AS MATTER OF STRICT LAW BUT ALSO IN PRACTICE IF IT FOLLOWS THAT CENTRAL & PROVINCIAL GOVT. MUST HAVE UNDER ITS INDEPENDENT CONTROL FINANCIAL RESOURCES TO PERFORM ITS EXCLUSIVE FUNCTION.

جناب اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ وفاق کے جتنے یونٹ ہیں انہی کی انتظامی اور

معاشی سارے اختیارات ہیں۔ اگر آپ امریکہ کو اور برطانیہ کو دیکھیں۔ امریکہ کی دسویں ترمیم کو دیکھیں تو اس نے ساری اسٹیٹوں کو اختیار دے دیئے ہیں۔ آپ جرمنی کو دیکھیں۔ جاپان بھی ایک فیڈرل ملک ہے وہاں پاکستان بھی ایک فیڈرل کے نام سے لیا جاتا ہے لیکن یہاں اس کے جتنے یونٹ ہیں۔ وہ بالکل معاشی اعتبار سے انتظامی اعتبار سے مالیاتی اعتبار سے بالکل مفلوج ہے۔

اگر یہ شوریٰ قرآن مجید سے ماخوذ ہے اور وہ شوریٰ ہے تو میرے خیال میں جو ہمارے خلفائے راشدین تھے یا کہ ہمارے محمد مصطفیؐ تھے اس نے اس شوریٰ کے تحت اقتدار کیسے چلایا ہے وہاں تو ایک صدر کو یہ اختیار حاصل نہیں تھے کہ بغیر کسی صوبے کے رضا مندی کے بغیر صوبے کے نمائندوں کے اعتماد میں لے کر حکم چلائے۔ میرے خیال میں اگر ہم تاریخ کو دیکھ لیں ہم لوگ خلفائے راشدین کے پیریڈ کو دیکھ لیں ہم لوگ محمد مصطفیؐ کے پیریڈ کو دیکھ لیں انہوں نے جتنے فیصلے کئے ہیں آپ جنگ احد کو دیکھ لیں محمدؐ نے کہا تھا کہ ہمیں ایسی دفاع ایسے گاؤں کے اندر کرنا ہے یا باہر کرنا ہے سارے لوگوں سے انہوں نے پوچھ لیا۔ آپ حضرت عمرؓ کے پیرڈ کو دیکھ لیں جنہوں نے خلافت چلائی اور اس ملک کا نام پارلیمنٹری ہے۔ پارلیمنٹری نہیں۔ اگر اسلامی ہے تو اسلامی نہیں۔ ہم لوگ تو خود حیران ہیں یہ کیا ہے۔ پارلیمنٹ کے گولڈن اصولوں کو یہ پامال کر رہا ہے۔

شریعت اور اسلام جو شوریٰ ہے اس کے لفظوں کو لے رہا ہے اس کی جو اصل روح ہے اس کو یہ مسخ کر رہا ہے۔ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے یا مرکزی حکومت سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جو آرڈر ایوب خان نے 1961ء میں جاری کیا تھا وہ بالکل شوریٰ کے پارلیمنٹ کے پارلیمنٹری ڈیموکریسی کے گولڈن اصولوں کے خلاف ہے اس لئے اسے منسوخ اور کالعدم قرار دیا جائے۔ جناب والا جو آج ہم چلا رہے ہیں کہ یہ بھائی ہمارے گیس کو پرائیویٹائز کر رہا ہے۔ جب تک یہ مارشل لاء کا آرڈر ہے یہاں صوبوں کا کوئی

اختیار نہیں۔ اور میں اس حکومت سے وزیر اعلیٰ سے جتنی بھی وفاقی مملکت ہیں وہاں کے وفاقی حکومتوں کا ایک رول ہے۔ اس آرڈر کو سپریم کورٹ میں رویو کے ذریعے چیلنج کیا جائے۔ اور میری قرار داد میں جو ایک استفہامیہ جملہ تھا جو اس دفتر نے حذف کر دیا ہے۔ اس اسمبلی کے توسط سے التماس کرتا ہوں دوسرے اسمبلیوں کو یہ جو صدارتی حکم ہے 1961ء کی وہ اپنی اپنی اسمبلیوں میں ایک قرار داد پیش کریں۔ یہ جو آرڈر ہے جتنے ہمارے وسائل ہیں چاہے۔ آپ سینڈک پروجیکٹ کو لیں۔ اس پر میرے خیال میں گیارہ بارہ ارب روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن اس کی جو آؤٹ پٹ پڑے ہے یا جو وہاں انکم جنریٹ ہوگی وہ ساٹھ لاکھ ہوگی۔ وہ ہم دس سال کے اندر جو اصل زر ہیں وہ بھی دے سکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ جو انٹرسٹ ہے وہ بھی ختم کرسکتے ہیں۔ اس میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں ہے آیا مملکت جو ہے وفاقی اس سے جتنے بڑے بڑے پروجیکٹ صوبوں کی جتنی دولت ہو ان کی جتنی آمدنی ہو ان کی اکائیوں کو کوئی حق نہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اکائیوں کی جو وفاق میں ہے اور بغیر اکائیوں کے تو وفاق کا وجود ہی نہیں ہے۔ اگر یہ سارے جزو ایک ایک ہو کر کل بن جاتے ہیں اور وفاق کی ذمہ داری یہ ہے کہ یہ وہ صرف دفاع اور اس کے مسئلوں کو حل کرلے ان امور کو سمبھال لے ہاں میرے خیال میں جو لوکل گورنمنٹ کے ہیں وہ بھی اب فیڈرل گورنمنٹ نے اپنے قبضے میں لئے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم لوگ ایک وفاق چلا رہے ہیں۔ ہمارا ملک اسلامی ہے جناب والا میں آج کہتا ہوں کہ اس سے پہلے جو قرار داد ہمارے دوستوں نے پیش کیا تھا اور جب تک یہ آرڈر ہے ہمارے جتنے وسائل ہیں ہماری جتنے دولت ہے ایک حاکم کے حکم سے جس میں نہ کنسرلی گئی ہے جس میں نہ صوبوں کے لوگوں کو اعتماد میں لیا گیا ہے اور نہ کسی مقدس ایوان میں افہام و تفہیم کی گئی ہے بس ایک فوجی نے سوچا تھا کہ کس طرح صوبوں کے حقوق کو مرکز کے کنٹرول میں لیں اس نے ایک آرڈر اشو کی ہے مجھے افسوس ہے ابھی تک وہ جاری ہے۔ حالانکہ 61ء میں یہ ہوا ہے اور 71

میں ہمارا آئین بنا ہے 62ء کا بھی آئین بنا ہے کہنے کا مطلب یہ ہے یہ کیوں اور اس کو اگر اپنے آئین کے شیڈول میں دیکھ لیں۔ ہم صرف بول سکتے ہیں میرے خیال میں اس قانون کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جناب والا! اس مروجہ آئین کی شق میں جو پریذیڈنٹ ڈکٹیٹر تھا جس نے بغیر کسی کے صلاح مشورے کے یہ بڑا فیصلہ کیا تھا انہوں نے کیا کیا ہے شیڈول 1 اس کو پروٹیکٹ کیا ہے کہ یہ فنڈا منٹل رائیٹ میں ہے بھائی کہاں فنڈامنٹل رائیٹ اور کہاں ایک ڈکٹیٹر کا حکم۔ میں خود حیران ہوں یہ جو آئین تیار کیا گیا ہے کم از کم وہ اس ڈکٹیٹر کے حکم کو فنڈا منٹل رائیٹ سے دور کرتے۔ فنڈا منٹل رائیٹ یومن رائیٹ کے چربے سے نکلے ہوئے ہیں۔ اور ڈکٹیٹر کا کیا مفہوم ہے ڈکٹیٹر تو استبدادی کو کہتے ہیں۔ جو اس کی اپنی خواہش ہو جناب عالی اس سلسلے میں آپ کی خدمت میں مولانا مودودی کی ایک کتاب جو اسلامی ریاست ہے اس نے جو شوریٰ کے بارے میں تفصیل سے بات کی ہے جو شوریٰ ہے اس کا متضاد شوریٰ کے بر خلاف کیا ہے۔ کہا ہے مسلمانوں کا کوئی کام شوریٰ کے بغیر انجام نہیں پانا چاہئے یہ چیز مملکت کی جڑ کاٹ دیتی ہے اس لئے کہ حکومت کے معاملات میں سب سے اہم معاملہ تو خود رئیس حکومت کا تقرر ہے۔ جس کا مطلب ساون - اقتدار اعلیٰ پارلیمنٹری سسٹم میں اقتدار اعلیٰ کو ہمارے غریب لوگ ہے چنیں گے۔ وہ کسنسز پر ہوگا وہ ڈیموکریسی پر ہوگا وہ صلاح مشورہ پر ہوگا وہ افہام و تفہیم پر ہوگا وہ لوگوں کے شعور پر ہوگا سوچ بچار کر کے اقتدار اعلیٰ کو چن لیں گے اس کے برعکس دوسرے معاملات میں مشورہ لازم ہے تو رئیس حکومت کا زبردستی ہونا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ اس طرح ڈکٹیٹر شپ کو یہ چیز ممنوع ٹھیراتی ہے کیونکہ ڈکٹیٹر شپ کے معنی استبداد کے ہیں اور استبداد شوریٰ کی ضد ہے پارلیمنٹ کی جو تعریف ہمارے لوگوں نے کی ہے اس میں کونسل کے احکامات بھی ہیں۔ یہاں پارلیمنٹ کے معنی شوریٰ کے ہیں اور شوریٰ ہے فان شریف کی آئیت سے۔

یہ لفظ ماخوذ کیا ہے شوریٰ کی ضد کیا ہے ڈکٹیٹر شپ اور ڈکٹیٹر شپ پر کون ہوا ہے

ایوب خان اور ایوب خان کے اس حکم کے تحت اس ملک کی تمام معاملات چل رہے ہیں آیا یہ پارلیمنٹ کے زمرے میں آئے گا اکثر نہیں آئے گا خدا کے لئے پاکستان میں جتنے صوبے ہیں اور خاص کر یہ جو میں نے پارلیمنٹ کا بھی میں نے ذکر کیا ہے اس قومی نوعیت کے مسئلے کو پارلیمنٹ میں افہام و تفہیم کے لئے پیش کیا جائے۔ پارلیمنٹ سے مراد ہے قومی اسمبلی اور سینٹ ہم اپنے آئین کو پڑھیں یہ ہماری صوبائی اسمبلی پارلیمنٹ کے زمرے میں نہیں آتی ہے اس مسئلے کو پارلیمنٹ میں بھی لایا جائے۔ اس مسئلے کو سینٹ میں بھی لایا جائے اس کو قومی اسمبلی میں بھی لایا جائے آیا اس ڈکٹیٹر کی اس استبداد حکمران کی جو خود اس نے ایک حکم دیا ابھی تک نافذ العمل ہے وہ پارلیمنٹ ڈیموکریسی وفاقی طرز مملکت کی روح کے مطابق ہے اگر نہیں ہے تو خدا کے لئے اسے منسوخ اور کالعدم قرار دیا جائے جتنے مائینز ہیں جتنے دولت ہے جتنے سونا چاندی ہے جس صوبے کے ہیں یہ ٹھیک ہے اگر وفاق کو کسی چیز کی ضرورت ہو ہم دیکھ لیں یہ ہمارا بھی اخلاقی فرض ہے وفاق کو دیں۔ لیکن وفاق غاصب تو نہ ہے۔ ان حالات کے تحت میں اس اسمبلی سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس قرارداد کو پاس کرے اور ساتھ ساتھ میں گورنمنٹ بلوچستان سے درخواست ہے کہ وہ اس سلسلے میں ایک petition Reviw سپریم کورٹ میں دائر کر دیئے تاکہ یہ جو آرڈر ہے جو وارنٹڈ نہیں ہیں۔ یہ ڈیموکریسی پارلیمنٹری آئین کے خلاف ہے اس کو چیلنج کیا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : کوئی دیگر بولنا چاہیں گے۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر صاحب! کچکول علی صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے جس سے میرے خیال میں وفاقی وحدت اور صوبائی خودمختاری کا بڑا تعلق ہے تاہم محرک نے قرارداد کے آخر میں ایک لفظ پارلیمنٹ کی تحقیق کی جو کوشش کی ہے انہوں نے کہا شوریٰ۔ حقیقت میں پارلیمنٹ شوریٰ ہے اور شوریٰ کو ہی اسلام کے نکتہ نظر سے شورائی نظام یا پارلیمنٹ سمجھتے ہیں لیکن کچکول صاحب نے قرآن کریم کے

حوالے سے جو آیت پیش کی انہوں نے آیت کے آداب کو ملحوظ نہیں رکھا اور بغیر اعوذ باللہ اور بسم اللہ الرحمان کے قرآن کی آیت پیش کی۔ میں بتاتا ہوں اس کے آداب یہ ہے۔ اعوذ باللہ مین الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ وامرھم شوریٰ بینھم۔ کچکول علی صاحب کو قرآن کریم کے آداب کو ملحوظ رکھنا چاہئے تھا۔ جناب اسپیکر پیغمبر اسلام علیہ السلام کے دور میں اور اس کے بعد خلافت راشدہ سے لے کر خلافت عثمانیہ تک تمام معاملات شوریٰ کے ذریعے طے ہوتے تھے لیکن اس وقت جو شوریٰ تھی اس کے جو مشیران تھے خلفاء کی جو صفات تھیں ہمارے موجود پارلیمنٹرین میں ان صفات کا فقدان ہے ظاہر ہے اسی واسطے ہماری یہ موجودہ شوریٰ اس معیار پر پوری نہیں اترتی ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے حقیقت میں یہ ایک اہم قرارداد ہے۔

اس وقت جو مشکلات ہمیں درپیش ہیں اس قرارداد سے پہلے میں نے جعفر خان صاحب اور ظہور کھوسہ صاحب نے جو قرارداد پیش کیا اسکے تحت واقعی ہمارے جو قدرتی وسائل ہیں وہ صوبائی حکومت کے زیر کنٹرول نہیں ہیں جبکہ شریعت کی رو سے ہمارے تمام قدرتی وسائل معدنیات وغیرہ اگر سب ہماری ملکیت ہوتی اور یہ ہمارے صوبے کے زیر تصرف ہوتے تو یقیناً" آج یہ تلخ باتیں آج پیش نہ آتیں۔ لہٰذا میں اپنی پارٹی یعنی جمعیت العلمائے اسلام کی طرف سے پارٹی کے منشور میں دی گئی دفعہ پیش کرتا ہوں (دفعہ پڑھی)۔ جناب اسپیکر یہ

سب شریعت کی رو سے حکومت کی ملکیت ہوں گی اور اس کی تمام تر آمدنی بیت المال کو جائے گی اور اس کا تصرف صوبائی حکومت کی طرف سے مفاد عامہ کی خاطر کیا جائے گا۔ میں متعلقہ دفعہ پڑھ رہا ہوں (دفعہ پڑھی)۔ تو اصولی طور پر ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ترمیم شدہ آئین کے دفعہ بیانوے کے تحت میں سمجھتا ہوں یہ قرارداد اس سے متصادم ہے اس کی موجودہ دفعات

جو موجود ہیں یہ قرار داد زیادہ اچھی صورت چاہتی ہے ہم اس قرار داد کی حمایت کرتے ہیں تاہم جناب اسپیکر اس کو مزید صاف اور شفاف بنانے اسے مزید زیب و زینت دینے اور مزید خوبصورت بنانے کے لئے میں رائے دیتا ہوں کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو اسی فلور کے ارکان پر مشتمل ہو میں یہ بات کرتا ہوں کہ ہماری اسمبلی کی جمہوری نظام اور جمہوریت کے تحت جو دو بازو ہیں یعنی حزب اقتدار اور حزب اختلاف پر یہ اسمبلی تقسیم ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے اسمبلی کی کمیٹیاں نہیں ہیں اگر میں بھی تو وہ یکطرفہ ارکان پر مشتمل ہیں یعنی حزب اقتدار والوں پر یہ محاسبہ کمیٹیاں حکومت کے ارکان پر مبنی ہیں اور وہ بھی اپنا کام پورا نہیں کر رہی ہیں اپنے مقصد پر پورا نہیں اتر سکیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا میں سمجھتا ہوں یہ قرار داد آئین پاکستان کے دفعات سے متصادم ہے اور محرک صاحب نے خود کہا کہ اس قرار داد کو من و عن پیش نہیں کیا گیا وہ اس کے الفاظ سے متفق نہیں ہیں کچکول صاحب نے فرمایا تھا کہ ایسے الفاظ ہیں جو ادھر ادھر ہیں تاہم میں آج ہشاش بشاش ہوں ان کی کارکردگی سے جو انہوں نے آج اس قرار داد کے سلسلے میں پیش کی انہوں نے کتنی خوبصورتی کے ساتھ مختلف کتابوں کے حوالے دیئے قرآن کریم کی آیت پیش کی - کچکول صاحب ہمارے مفکر اور محترم وکیل ہیں اسی لئے میں چاہتا ہوں ان کی اس قرار داد کو مزید واضح کرنے کے لئے اور زیادہ بہتر بنایا جائے یہ بلوچستان کا حق ہے اور ہم حق و انصاف چاہتے ہیں۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : مولانا عبدالباری صاحب کی ترمیم یہ ہے کہ اس قرار داد کو بہتر بنانے کی غرض سے اس قرار داد کو ایوان کی متعلقہ کمیٹی کو پیش کیا جائے تاکہ وہ اس پر غور و خوص کرنے کے بعد ایوان کو اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اب سوال یہ ہے کہ ...... مسٹر کچکول علی۔ جناب اسپیکر صاحب اگر مولانا صاحب ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں تو ابھی پیش کردیں اور ایوان اس کو اپردو کردے اگر ان کی کوئی تجویز ہے تو ابھی پیش کر دیں میں نے جیسے پہلے بولا ہے کہ میں چاہتا تھا کہ ملک کی دیگر صوبائی اسمبلیاں بھی اسی

نوعیت کی قرارداد منظور کریں لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ اس طرح کمیٹی بنا کر اس قرار داد کو پینڈ کریں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر صاحب منظور کریں بالکل یہ شریعت میں ہے لیکن پارلیمینٹ کے بارے میں انہوں نے جو لکھا ہے یہ شریعت کے خلاف ہے میں واضح کردیتا ہوں کہ شریعت کسی چیز کی پابند نہیں۔ اس قرارداد کو آپ منظور کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اب سوال یہ ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر : وزیر خزانہ آڈٹ رپورٹ بابت سال انیس سو بیانوے ترانوے اور ترانوے چورانوے اور حسابات تصرفات بابت سال انیس سو ترانوے چورانوے حکومت بلوچستان ایوان میں پیش کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) : جناب اسپیکر آپ کی اجازت سے میں آڈٹ رپورٹ بابت سال انیس سو بیانوے ترانوے اور انیس سو ترانوے چورانوے مالی حسابات بابت سال انیس سو ترانوے چورانوے اور حسابات تصرفات بابت سال انیس سو ترانوے چورانوے حکومت بلوچستان ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : آڈٹ رپورٹ بابت سال انیس سو بیانوے ترانوے اور انیس سو ترانوے چورانوے۔ مالی حسابات بابت سال انیس سو ترانوے چورانوے پیش ہوئے۔ رول نمبر ایک سو چوہتر کے تحت انہیں مجلس حسابات عامہ - پی - اے - سی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : اب اسمبلی کی کارروائی کل مورخہ پچیس جنوری انیس سو چھیانوے صبح گیارہ بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔